

پاکستان میں اسلامی نظم

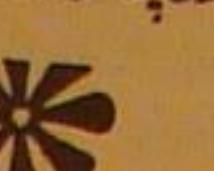
اور انتخابات

شمسِ لہٰذی بھاگلپوری متعلّم ندوی

انتخابات کی باتیں ہو ری ہیں۔ اگر ان حالات میں کوئی ایسا خطرناک قدم اٹھائے کافی صد سالی کا حاصل اور اسلامی فناڑے پہلے چاہئے یہی تو اس کے ہونا سکتا تھا جبکہ پرستی

یہی یا پھر انتخابات؟

ایمڈ تو یہی ہے کہ اس دوران (ف) نظریات کے حاصل افراد کی محرومیت ہو لیاں کے بعض فوری سائل کے حل کی جانب چند اقدامات کی یہی نیتی سے ابتداء ہی کر دی گئی تو عدم اس کا مثبت جواب دی گئے اور بعد کریں یا جتن کا اور طبقہ پرستی کے علاوہ ایجاد کی جائے تو وہ عدم پر رحم کھا کر اس سکے پھر مکمل اس پوزیشن میں ہوئی گر کر دے۔



ان حالات میں جب کہ حکومت نے یہ جانتے کے باوجود کہ اس نعروہ کو عوام کی جانب سکون تباہ کر کے رکھ دیا تھا اور اقتصادی مطالبہ کے آگے چکنے کا فائدہ قوت برداشت ختم کر کے رکھ دی تھی اسی معاشری عدم مددادات کے خلاف تھی جس نے حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھ کر معاشرے کو گنڈا کا ڈھنڈنے والیا تھا ایمان یا حسین ملک کے ماتھے پر بد ندادغتہ الغرض ملک کا حساس اور باشور طبقہ اہل ناسوری دی دوسرے دہ بھروسے سمجھے خش فیض اور ذہنی عیاشی کی خاطر انتخابات کے لئے شور پارے ہیں، تیرے وہ قابلِ حرم پناہی جس خود و غل میں سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے اس مطالبہ کی ہاں میں ہائی ملٹن پر جوہر ہیں۔

ذیماں جرمی اسلامی تحریکوں کی پہلی رفت اس رشتہ اور پروری کا گلنی، ملاطف اور چوربازی کے سازش کردی ہیں تاکہ انس دنیا میں کہیں غلبہ حاصل نہ ہو سکے۔ آج کل بعض طبقوں کی جانب سے پاکستان جرمی بلا خبر انتخابات کرنے کا طالب پر نور دینے والوں میں ایک طرفہ رہنمای ہیں جو ان کو اپنے یا اپنی پاری کے خصوصی مفادات کے لئے ضروری اور ان کو ملک کے مفاد سے بالآخر بھیتے ہیں دوسرے وہ لوگ جو ملسا پے سمجھے خش

کوئی نہ کرنے کے لیے صفت استہ ہوا اور عدم کے ایک موثر طبقے نے اس نے عظیم قربانی دی تھیں کہ اس وقت کے قابلِ فترت حکمران کے بجاے ایسے افراد برصغیر اترار آئیں جوان کے مکار یہ سچ ہے کہ وہ پوچھنے کے قابل ہے تمام شہر پر دیوانگی سی طاری ہے کر سکیں اور وہ ہبھاں ایسا سماشہ فلم کر سکیں جو اسلام کے حوالے پر وہی زندگی کی وادی میں ہے۔

اسیں کوئی شبہ نہیں کہ ایک ترقی پذیر ملک میں تھہری روایات کو پرداز چڑھانے اور عوام کی سیاسی تربیت کے لئے

وقد قفسے انتخابات کا انقدر ضروری ہوتا ہے لیکن پاکستان کی یہ قسمی کوہاں

یہ عمل جاری نہ رہ سکا اس کا نتیجہ ہوا کہ عوام اپنی آن سیاسی ذمہ داریوں سے بے خبر

دے جو ایک نظریاتی ملکت کی بیانیت سے

ان پر عائد ہوتی تھیں لگوختیں سال کے دروان انتخابات ضرور ہے مگر برائے نام۔

ابتداء میں تو حکمرانوں نے ملک گیر اخنثی کرنے سے گریتینی کیا اور اگر گھنطیوں میں کرائے جی کے تو وہ بھی اس امناز میں کہ ان کی پاری

کے علاوہ کوئی اور منصب نہ ہونے پائے۔

۱۹۴۶ء میں جو خلیم تحریک جلی وہ در حیثیت آن جاہزاد، آصرہ اور علیان شہریت

اقدامات کے خلاف اعلان جگہ تھا جس کو بھیونے اپنے در حکومت میں وہ فوں اور

دھانندی کے بدل پر دار الحکمی تھا ایمان دھانندی

ذینماں انتشار کی بیفت جس کی موجودگی میں جکل

منزل بے منزل

ندوی العلام
کا پانچواں اجلاس
محققہ کا پور
۷۸ مارچ ۱۹۸۳ء

کثرت آراء سے یہ فیصلہ ہو گی کہ دارالعلوم لکھنؤ میں قائم پر، خدا کو اس سچے بہتری منتظر ہے۔ اب ارکان ندویہ کو نہایت محنت اور کوشش کے ساتھ اس کام کو خروج کرنا چاہیے۔ مولانا حکیم سید عبدالحی مددگار ناظم ندوۃ العلماء نے تقریر فرمائی۔

بھیز افتتاح درجہ ابتدائی دارالعلوم

مولانا جیب الرحمن خان صاحب شروعی پر نہیں ہے بلکہ اس میں کہ بالفضل دارالعلوم کا ابتدائی درجہ دیجئے پہاڑے پر نکولا جائے پھر تدریجی اس کے درجے کوے جائیں اس تحریک کو پیش کرے وقت مندرجہ ذیل تقریر کی،

حضرت! اس سال جلد سالانہ بعض ضروری اور قابل لحاظ مصلحتوں کی وجہ سے ملتی رکھا گیا، مگر چونکہ ارکان ندوۃ العلماء میں اکثر چیزہ رکن اس میں میں موجود ہیں اس وجہ سے ایک حضرت کو عملی پیدا ہوں گی دارالعلوم کو صرف خیالی دارالعلوم رکھیں گی۔

حضرت! یہ تحریک پہت عالیشان اور بڑے سرمایہ کی اس کیلئے ضرور ہے کہ مولانا سید محمد علی مولیجی ناظم ندوۃ العلماء جس سے سب سے بڑی باتیں ہے کہ مولانا سید محمد علی مولیجی کے اس کیلئے ضرور ہے کہ کوئی ایک سال دنیا میں ایک ساختہ ہیں ہو جاتا، فرنٹ فنڈ چھوٹے بڑے ہوئے ہیں، اور پہنچے زیادہ کسی کو اس کے ساختہ دلوڑی ہیں ہے جس رہ کر کام کو سکیں وہیں پر دارالعلوم۔ قائم کیا جائے اور اس کی پرواز کی جل کے پہنچے کیا تحریک ہو جا ہے کیونکہ کوئی فضی اور یہ مناسب ہو گا کہ اس پافل درجہ ابتدائی (اس شہریں جوان دارالعلوم قائم ہیں) کی موجودگی اور مدتی کے کام کے مکان میں کھول دیا جائے ایمڈ ہے کہ قوم پر اس کا ارز زیادہ ہو گا اور وہ دلے سے اس کام کی جانب تجویز کر جنے سے مدد کریں گے اور ان کے دیوانی میں قدم رکھا۔

خلاصہ تقریر مولانا سید عبدالحی صاحب مددگار ناظم ندوۃ العلماء:

میرے نزدیک اس تحریک کو ایک کامتوں کی ناماہنگی کا نامناسب اور بالکل غیرمفید ہے اس پیے میری رائے ہے کہ دارالعلوم کے لیے اسی وقت کی مقام طے کر دیا جائے خواہ دہلی ہو یا لکھنؤ تاکہ چھر ملا انتظار اس کی عملی کارروائی کو نہیں کر دی جائے تھیں۔

لکھنؤ کا فیصلہ: صدر ایمڈ صاحب نے فرمایا کہ اس مسئلے پر مباحثہ ہوتے ہو چکے اس پیے اسیلے اسی اپ رائے کے کثرت آراء پر اس کا فیصلہ ہو جائے چنانچہ اسے پہلے اس بات پر مایں لی گئیں کہ دارالعلوم کے مقام کے نسبت اسی وقت طے کر دیا جائے اس کے بعد اس بات پر مایں لی گئیں کہ دارالعلوم دہلی میں قائم کیا جائے یا لکھنؤ میں، کثرت آراء کے طبقہ ہو کر لکھنؤ میں قائم کیا جائے، اس کے بعد صدر ایمڈ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر کی۔

علماء بر الرازام:

مولانا سید محمد علی مولیجی تھے یہ تحریک بھی کہ رکھنے والے دارالعلوم کے ابتدائی درجہ کے ایک سال کے مصارف کا اسی وقت ایمڈ ہے جسے فرمایا کہ علماء بر الرازام دیا جائے کیونکہ اسی طبقہ میں اس کی تائید کی، مولانا شبلی جنے کا میں اسی طبقہ میں قائم ہو گیا تھا اس کے اسی طبقہ میں اس کی تائید کی، چنانچہ اس کے میں قائم ہو گیا تھا اس کے ایسے چند بیش کیا۔

خلاصہ تقریر مولوی سید الزمان خان صاحب رئیس شاخہ ہمپور صدر ایمڈ:

گوک سال گذشتہ میں یہ تحریک منظور ہو چکی تھی کہ دارالعلوم دہلی میں قائم ہو گے جسے اس ارکان انتظامی کو اس پوزیشن کے کام تو فیضی اس کے بعد ایک سال تک برادر وہ عورت کرے اور کام کو ایجاد کرے اور بے ادنی اسے اور بے شک ان کا اس بارے میں عنور کرنا اور جلسوں میں بار بار بیش کرنا حق بیان ہے اس لئے کہ عملی کارروائی ہے اور اس کا مارہ صرف شیری یا بیان پر نہیں ہے چنانچہ اس میں یہ تحریک پیش ہوئی اور نہایت تک نیتی سے اس پر مباحثہ ہوا اور آخر کو

پرنسپل، پیلسٹر سید محمد حسن نے بے۔ کافی قوت ایجاد کی تھیں میں طبع کر دنیو تھمیری حیات ندویہ لکھنؤ پڑھنے کیا۔

ایڈیٹر: اسحق جلیس (دوہ)

